یورپ کی فتح

فنّی اعتبار سے

۴۸۶



صرف (۵) منٹ

صرف فرماکر

اس کو

بغور ملاحظہ فرمائیے

انشاء

فقیر دعاگو حکیم خسرو شاہ نظامی

مالک شفاخانہ خادم الغربا

واقع شاہ گنج حیدرآباد دکن

ٹیلیفون نمبر

پیش لفظ

اس مجموعۂ اوراق پریشان کے متعلق جسکو ناظرین محترم کا شرف مطالعہ حاصل ہو رہا ہے۔ دو لفظ ملاحظہ فرماتے جائیے تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی واقع نہ ہو۔ اولاً یہ کہ اس رسالہ کو فقیر دعاگو نے کسی جذبۂ خودستائی کے تحت جو شرفِ انسانی کیلئے ایک معیوب ترین جذبہ ہے ہرگز ضبط تحریر میں نہیں لایا ہے اس سے بڑی اصولی کمزوری اور اخلاصِ عمل کی کوئی توہین نہیں ہو سکتی کہ جذبۂ خودستائی کے تحت اپنی کارگذاریوں کا ڈھول پیٹا جائے۔ بلکہ اس نگارش کی جو سرتاپا حقیقت النفس الامری اور ناقابلِ انکار مشاہدات بدیہی پر مشتمل ہے۔ محرک گول میز کانفرس میں پچھلے دنوں ڈاکٹر صاحبان کی یہ تحریک ہے کہ ہندوستان میں

طب یونانی کا وجود قطعی بیسود ہے۔ اور صحت عامہ کا شعبہ ہندستانیوں کے سپرد کرنیکا نتیجہ ہے کہ ایوروید ک اور طب یونانی پر روپیہ خرچ ہوکر بالکل ضائع جا رہا ہے۔

طبِ اسلامی نے طب مغربی پر جو عظیم احسانات کئے ہیں۔ ان کے بوجھ سے سرزمین مغرب کی گردن تا ابد جھکی رہیگی مستشرقین و محققین یورپ اس احسان کو پوری طرح تسلیم کرتے ہیں۔ طب اسلامی ہی سے ڈاکٹری نظام طب پیدا ہوا۔ بعد ازاں زمانہ گذرنے پر ہمارے نکبت و ادبار اور طب مغربی کے سودائے خام نے اسکی اصل ہی کو بھلا دیا۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ یہ نالائق اور نااہل شاگرد اپنے استاد طب اسلامی پر جگرخراش حملے کرتا ہے۔ اور دل سوز توہینی حملے۔ اس طب کو دقیانوسی قدیم۔ فرسودہ کہکر کستا ہے۔ اور ہمارے محبوب طب اسلامی پر کچھ خرچ کرنیکو روپیہ ضائع جانے سے تعبیر کرتا ہے۔ واحسرتا یہ ضروری تھا کہ ان حالات میں اطبائے مغربی کو جتلادیا جائے کہ طب اسلامی کے ایک ادنیٰ خادم و نام لیوا نے عملاً۔ کس

طرح بارہا فضل خداوندی سے انکو شکست فاحش دی ہے اور اس طب پر حکومت کا روپیہ خرچ ہونا ہرگز کسی طرح تضیع زر نہیں ہے تضیع وقت نہ تصور فرمائے تو ایک دو حرف فقیر دعاگو کے حالات ذاتی کے متعلق بھی ملاحظہ فرمانیکی تکالیف گوارا فرمایئے یہ آپکا خادم ایسے قدیم و عظیم المرتبت انصاری خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ جو صدیوں سے ہندوستان میں سربرآوردہ رہا۔ اور جسکے افراد سلطنت مغلیہ میں بجلدوئے خدمات جلیلہ جاگیرات اور ہفت ہزاری مناصب تک پاتے رہے۔ فقیر کے اجداد میں سے شیخ شہاب الدین احمد انصاری بعہد شاہ عالم شاہ غازی ہفت ہزاری منصب پر فائز تھے۔ وہ جاگیرات ابتک فقیر دعاگو کے خاندان میں تواترًا چلی آرہی ہیں۔ سلطنت ابد مدت آصفیہ سے فقیر دعاگو کے خاندان کو متوسل ہوکر تین نسلیں اور پون صدی سے زاید عرصہ ہوگیا۔ فقیر دعاگو کے حقیقی دادا حضرت حکیم الحکماء علامہ شیخ محمد عبدالرحمٰن صاحب انصاری سیاح ممالک اسلامیہ جو ایک زبردست طبیب اعظم اور

ایک جلیل القدر شیخ طریقت تھے پیارے وطن حیدرآباد کی سرزمین میں احاطۂ نورالدین شاہ صاحب قادری میں آرمیدہ ہیں۔

میرے والد ماجد مجدد طب اسلامی لقمان الملکؒ علامہ حکیم محمد عبدالوہاب صاحب انصاری عرف حکیم نابینا صاحب جو خدمات جلیلہ اندازاً چالیس سال کے عرصہ تک ملک و مالک کی بجا لائے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اور ان سے کون انکار کرسکتا ہے۔ فقیر دعاگو نے کتب ابتدائی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور صدر مدرس مدرسہ نظامیہ سے پڑھیں۔ اور جمیع علوم معقول و منقول درس نظامیہ کی تکمیل حضرت مولانا نذیر حسن صاحب محدث گنگوہی مرحوم سے کرنیکے بعد فن طب کی تکمیل حضرت والد ماجد قبلہ سے کی اور ۱۳۲۸ھ میں سند تکمیل طب میرے بعض اور ہم درس تلامذہ کے ساتھ مجھے بھی باقاعدہ مرحمت ہوئی۔ حضرت والد ماجد قبلہ کے ہمراہ بعد تکمیل طب سات سال کے عرصہ تک شہر بمبئی۔ پونہ و شولاپور میں مطب کرکے کئی سال اپنے ماموں حکیم محسن صاحب انصاری شاگرد حاجی حاذق الملک حکیم عبدالمجید صاحب دہلوی کیساتھ

شہر گورکھپور میں مطب کا سلسلہ رہا۔ بعدازاں دعاگو نے دو ڈھائی سال سے زیادہ عرصہ تک دہلی جیسے مقام میں جو صدیوں سے مرکز اطباء ہے۔ اس قدر کامیاب مطب کیا کہ قلیل مدت میں متعدد والیان ملک مثل مہاراجہ صاحب ریاست نابھہ۔ راجہ صاحب ریاست منڈی۔ راجہ صاحب بجاور اسٹیٹ وغیرہ کے معرکتہ الآرا علاجات کرنیکے علاوہ رنگون جیسے دُور دراز مقام پر فقیر دعاگو کو ایک مایوس العلاج مریض دق کے معالجہ کیلئے دو ماہ کے واسطے ششصد روپیہ روزانہ فیس پر طلب کیا گیا۔ اور مراجعت رنگون کے بعد ہی ہز ہائینس سابق مہاراجہ صاحب نابھہ۔ اور میاں سر محمد شفیع صاحب مرحوم ممبر ایگزیکٹو کونسل و وزیر مشیر قانونی حضور وائسرائے بہادر نے فقیر کو اپنا معالج خاندانی و مشیر طبی متعین کیا۔

تقریباً سات سال سے فقیر دعاگو بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن میں جو فقیر کا مولد و منشاء و جائے نشو و نما ہے مطب شروع کیا۔ اور اپنی زندگی بالکلیہ مفلس و نادار بے معاش و بیکس مرضاء کی

خدمت اور اُن کو مفت طبی امداد مہیا کرنے اور بیش قیمت ادویات یا بلا قیمت دینے کیلئے وقف کردی اور اس اثناء میں اڑھائی لاکھ سے زیادہ مرضاء کو جن میں ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام اضلاع کے مرضاء کے علاوہ علاقہ بمبئی۔ مدراس۔ کرنول۔ صوبہ برار اور کلکتہ جیسے دُور دراز کے مرضاء بھی شامل ہیں ادویات بلا قیمت۔ فقیر کے دواخانہ خادم الغربا سے دیجا چکی ہیں تمام مریضوں کے نام و پتے اور مکمل نسخے باقاعدہ رجسٹروں میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ جن کو ملاحظہ کرسکنے کا اذن عام ہے اور روزانہ اوسطاً (٦٠) (٧٠) مرضاء کو بلا ناغہ ادویات قیمتی مفت دیجاتی ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس اثناء میں یہ غریبوں کا خادم اپنے وطن حیدرآباد دکن کے طبقۂ امراء کی خدمات نہ بجا لاسکا۔ اولاً اسلئے کہ طبقۂ امراء کو جب تک اُن کا کیسۂ زر پُر ہے۔ لائق سے لائق اطباء کی کیا کمی دوسرے امراء کے مرض پندار و غرور کو اس طرز عمل کی کڑوی کسیلی دوا بھلا کب گوارہ ہوسکتی ہے۔ کہ خادم غرباء فقیر کے مطب

ہیں غریب مفلس و نادار مرضاء کے مساوی اُن کو بھی سمجھا جاکر اُن کے ساتھ کوئی ترجیحی و امتیازی کارروائی نہیں کیجاتی۔ حالانکہ اس کے برخلاف بعض دنی الطبع۔ و بد نام کنندۂ حکیماں افراد کی بیجا خوشامدانہ تملق و چاپلوسی کے خوگر یہ لوگ ہوا کرتے ہیں۔ اگر یہ بدخلقی اور عادت بد ہے۔ تو فقیر اس میں مبتلا ہے اور مبتلا رہے گا۔

شعر

نبھے گا کس طرح میرا ری ہیکر سے یارانہ
وہ سنگین دل۔ میں سودائی۔ وہ بے پروا۔ میں دیوانہ

تیرے اس فقیر نے کبھی ذرا برابر کوئی کوشش طبقۂ امراء میں رسائی کی مطلق نہ کی نہ میرے جنون خدمت غرباء نے اس کی مہلت مجھے دی۔ مصرعہ

"در کوئے نیک نامی مارا گذر نہ دادند"

البتہ اس اثناء میں بیرون ملک۔ فقیر کو ہز ہائنس ریجنٹ مہارانی صاحبہ نابہا اسٹیٹ اور مہاراجہ صاحب

ٹیکم گڑھ نے بحیثیت طبیب شاہی بیش قرار مشاہروں پر ملازم رکھنا چاہا۔ مگر فقیر نے چونکہ اب اپنی زندگی خاص اپنے پیارے وطن ملک دکن کے غربا کے واسطے وقف کر دی ہے اس لئے بیرون ملک دکن ملازمت کو چاہے مالی واعزازی اعتبار سے کیسی ہی وقیع ہو منافی خدمت وطن سمجھکر صاف انکار کر دیا ہے۔ اس آپکے خادم کی مختصر روئداد حیات اب ناظرین محترم سے استدعائے دعا ہے کہ۔

"ایں آوارہ کوئے بتاں آوارہ تر بادا"

یورپ کی فتح

فنی اعتبار سے

تقریباً تین سال پہلے کا ذکر ہے کہ ۔ دعاگو فقیر عازم یورپ تھا۔ سب سے پہلے ویانا (پایۂ تخت آسٹریا) میں ٹھہرنا چاہتا تھا ۔ تاکہ وہاں کے ڈاکٹروں کے روبرو روح الذہب (سونے کا جوہر) پیش کر کے استدعا کی جائے کہ اس کو بطور بلا آپریشن پتھری توڑ دوا کے چاہے وہ پتھری گردے ومثانہ کی ہو۔ یا پتے کی ۔ اور بطور بلا آپریشن شافی علاج اپنڈی سائیٹس کے اور اعادہ شباب کی بیش بہا دوا ہونے کے باعث ان امراض کے مبتلا لوگوں کو استعمال کرا کے اگر مشاہدہ کی بے لاگ کسوٹی پر روح الذہب کے یہی اثرات ان کے تجربوں میں آ جائیں تو انصافاً اس کی تصدیق کریں ۔ ایسی تصدیق کے حصول کے بعد فرانس و جرمنی کے ڈاکٹروں کے روبرو وہ تصدیق اور دوا پیش کی جائے ۔ کہ ان ممالک کے ڈاکٹر بھی اس کو تجربہ کی کسوٹی پر کس کر پرکھ لیں ۔ بعد ازاں لندن سے ہوتا ہوا

واپسی میں مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کر کے اپنے محبوب وطن
حیدرآباد دکن میں پھر خدمت خلق کی خاطر حاضر ہو جاؤں ۔ اور اسطرح بطور ایک حقیر
نمایندہ طب اسلامی کے فضل خداوندی سے ہماری محبوب طب کے تفوق اور برتری کا
سکہ تمام ممالک یورپ میں بٹھلا دوں اور اپنے ملک و ملت کی خدمت بھی اسطرح
کر گزروں کہ میرے سلطان فیض نشان جو حقیقی معنوں میں سلطان العلوم
ہیں ان کی مرحمت خسروانہ جس طریقہ طب کے سر پر سایہ گستر ہے ۔ اللہ تعالیٰ دایما
ان کے سایہ ہما پایہ کو برقرار رکھے ۔ اس طب کا ایک ادنیٰ خادم اور اپنے بادشاہ
کی رعیت کا ایک ہیچمقدار فرد الحمد للہ یورپ کی ترقی یافتہ طب کے مقابلہ میں اس بات
کو ثابت کر سکتا ہے کہ ہمارے علم الادویہ کی بے پایاں وسعت نے چونکہ آپریشن کا اکثر کام
ادویہ سے نکال لیا ہے ۔ اس لیے جن امراض میں بلا آپریشن بظاہر صحت محال نظر آتی ہو
ان ہی امراض کو صرف دوا سے صحت کامل ہو جاوے ۔

مگر اس اثنا میں اقتصادی زلزلہ نے تمام کرۂ ارض کو اسطرح محیط کر لیا کہ افراد
کے گھروں سے گزر کر تمام تو ام عالم اسمیں گرفتار ہو گئیں ۔ اسلیے یہ عزم عمل کی شکل
اختیار نہ کر سکا ۔ اور مشیت ایزدی نے اس ارادہ کے التوا پر مجبور فرما دیا ۔ کہ یکا یک رجب ۱۳۵۲ھ
میں ایک واقعہ نے یورپ کو حیدرآباد میں بلا لیا ۔ اور جو کام گران خرچ سفر یورپ میں

ممکنات مدنظر تھا۔ بآسانی آپ اس کی شان ارحم الراحمین نے جسکے بغیر حکم ایک ذرہ وجود بھی حرکت کی مجال نہیں رکھتا۔ اسکے اسباب مہیا فرماکر بڑی حدتک گھر بیٹھے پورا کردیا۔ گراں خاطری نہ ہو تو آپ کی علم دوستی سے ملتجی ہوں کہ واقعہ ذیل جو خدمت فن طب اسلامی کی ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ چند منٹ صرف فرماکر بغور ملاحظہ فرمایئے:۔

"اخبار بیں طبقہ کو یاد ہوگا کہ تقریباً چھ ماہ قبل تمام اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ مہارانی صاحبہ نیپال کی آپریشن کیلیے تمام براعظم یورپ کے چند منتخب ڈاکٹر جنمیں خاص لندن کے بہت اعلی طبقہ کے ڈاکٹروں میں سے ایک سر کا خطاب رکھنے والے ڈاکٹر صاحب بھی تھے۔ بذریعہ ہوائی جہاز بیجد گراں فیس دیکر بمبئی بلوائے گئے تھے۔ اس خبر سے مطلع ہوکر عالیجناب راجہ بہادر **وینکٹ رامار یڈی صاحب** او۔بی۔ای۔ **کوتوال بلدہ** نے اپنی اہلیہ محترمہ کو جنکے پتے میں پتھری ہونیکی باعث شدید درد کے دورے پڑتے تھے۔ ان براعظم یورپ کے منتخب ڈاکٹروں کی رائے سے فایدہ حاصل کرنے بمبئی روانہ فرمادیا۔ ان ڈاکٹروں کی یہ قطعی رائے قرار پاگئی کہ آپریشن ناگزیر ہے۔ اور بغیر اس کے صحت محال۔ اور آپریشن کی خطرناکی کو گوارا کرتے ہوئے بھی وہ اس بات کے ذمہ دار نہیں ہیں گے کہ درد میں افاقہ ضرور ہوجائیگا۔ یا پھر دوبارہ پتھری پیدا نہ ہوگی۔ محترمہ رانی صاحبہ نے اس خطرہ میں پڑنا گوارا نہ فرماکر بلدہ مراجعت فرمائی۔ اور اس ناچیز خادم خلق فقیر دعاگو کا علاج شروع ہوا

جسوقت علاج ہاتھ میں لیا گیا زانی صاحب کو تقریباً ہر دوسرے روز اس قدر شدت کا درد کا دورہ ہوتا تھا کہ سوائے مارفیا کے انجکشن کے کسی چیز سے سکون نہ ہوتا تھا۔ قربان جاؤں اپنے شافی مطلق مالک کے فضل و عطا کے اوائل رجب المرجب ۱۳۷۲ھ میں علاج شروع ہوا۔ اس کے بعد سے تادم تحریر کہ چھ سات ماہ ہو چکے درد پھر نہ ہوا پتے کی پتھری گل گئی۔ اور درد مفقود ہو گیا۔ اسطرح گویا براعظم یورپ کے مایہ ناز ڈاکٹروں کو حیدرآباد دکن پیارے دکن کی سرزمین پر اس کے ایک ادنیٰ باشندہ کے ہاتوں شکست فاش ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

طب اسلامی کی کارفرمائی

اور

کاربنکل راج پھوڑے سے بلا آپریشن رہائی

ایک اور واقعہ سنیئے۔ محترمہ زانی صاحبہ یعنی محل ابہ صاحبہ جسکو کوتوال بلدہ کو بوجہ مرض ذیابیطس ایک بڑا کاربنکل نکل آیا۔ جس کا دور اور محیط ایک بالشت سے کم نہ ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے میرے معاینہ کے دوسرے دن آپریشن لازمی قرار دیا تھا کیونکہ اُن کے نزدیک کاربنکل کا علاج بلا آپریشن گویا محال ہے۔

طب اسلامی کی معجز نمائی کی داد دیجیے کہ مرہم کی دو پٹیوں سے آپریشن کے وقت معینہ سے قبل پھوڑا پھوٹ گیا۔ اور صرف دس یوم میں اندمال ہو کر کامل صحت ہو گئی۔

کینسر کس قدر مہیب و خطرناک مرض ہے کہ ریڈیم کا بیش بہا علاج بھی اس مرض کے متعلق قابل تشفی ثابت نہیں ہو رہا ہے۔ ایک مریضہ کی اس نامراد مرض سے شفایابی کا حال مندرجہ ذیل سپاسنامہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

بشرف ملاحظہ عالیجناب مسیح دوراں ارسطوئے زماں حضرت حکیم مولوی محمد عبدالغنی صاحب خسرو شاہ نظامی دام اقبالہ مدظلہ العالی

پرمیشور کی قسم میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میری اہلیہ مسماۃ شاردا بائی ودیا ملازم دواخانہ مٹھواڑہ سرکار عالی بہ عارضہ سرطان الرحم (کینسر) عرصہ دو سال سے مبتلا تھی۔ میں نے دفع مرض کیلئے بڑے بڑے ڈاکٹر و اطبا یونانی و وید صاحبان کا علاج کروایا۔ مگر مرض میں کسی قسم کا افاقہ ہونیکے بدلے مرض میں اضافہ ہوتا رہا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی بالآخر جنرل ہسپتال بحیدرآباد اور جنرل دواخانہ عثمانیہ سرکار عالی میں بھی رجوع کروایا ڈاکٹروں نے بوجہ تجاوز مرض آپریشن کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ مریضہ کی نسبت کما حقہ دیکھکر لاعلاج بتلادیا تھا

مجھے ان معزز ڈاکٹروں کے یہ الفاظ سنکر میری تمام امیدیں اس مریضہ کی زندگی سے منقطع ہو گئی تھیں۔ پر میشور کی کرپا سے حضرت والا نے اپنے اعجاز مسیحائی سے چند روزہ علاج میں میری مایوسی کے ادبچار کو بالکل کرد کھایا۔ یا یوں کہوں کہ بیجان جسم میں روح پھونکدی۔ اب مریضہ صحت یاب ہو گئی ہے۔ ہم ہر دو زن و شوہر تا دم زیست دست بدعا رہیں گے۔ اب تمنا ہے کہ دیگر مخلوق بھی اس چشمہ فیض سے سیراب ہوتی رہے۔ فقط المرقوم ۲۹ ہر ماہ ان سنہ ۱۳۴۰ ف

ستادابائی	دستخط شوہر شاردابائی
دایہ دواخانہ افضل گنج	بہ چچک بار وظیفہ یاب

اپنڈی سائیٹس اعور آنت کے زائیڈ کا ورم

جس کا علاج ڈاکٹری اصول سے بلا آپریشن محال ہے۔ اس کے متعلق دو حرف ملاحظہ فرمالیے :۔

سپاسنامہ

بخدمت شریف عالیجناب حکیم حاذق مولوی محمد عبدالغنی صاحب
خسروشاہ نظامی انصاری خلف لقمان وقت عالیجناب فخر الحکما
علامہ محمد عبدالوہاب صاحب انصاری المعروف بہ حکیم نابینا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
سابق طبیب خاص اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ

بالوف التحیہ والاکرام - عرض ہے کہ کمترین کو درد شکم کا عارضہ شدت سے تھا - اور اعلیٰ طبقہ کے ڈاکٹر حکماء یونانی وغیرہ اور ویدک کا مدتوں تختہ مشق بنا رہا - لیکن مرض میں ترقی ہی ہوتی جاتی تھی - ڈاکٹر صاحبوں نے اس مرض کا نام اپنڈی سائٹس یعنی آنت کا بڑھ جانا قرار دیا - اور بغیر آپریشن کے اسکی اصلاح غیر ممکن بتلایا تھا - لیکن خدا کا شکر ہے کہ میرے ماموں مولوی سید عبدالحی صاحب نے جناب والا کی خدمت میں رجوع ہونے پر مجھکو مجبور کیا - اور بفضل الٰہی جناب والا کے مسیحی معالجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں بغیر آپریشن کے میں پورا چنگا ہوگیا ہوں - جب تک کہ میری دوات تن میں خون کی سرخی باقی ہے - اور جب تک کہ میری رگ جاں مثل قلم متحرک ہے میں آپکا شکر گزار رہوں گا

اور خدائے پاک سے التجا ہے کہ میری طرح دیگر بندگان خدا بھی آپ کے فیض سے
بہرہ یاب ہوتے رہیں۔ زیادہ پاس ادب فقط

سید اسمٰعیل ساکن چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی برادر طریقت مولینا الحکیم **خسرو شاہ صاحب نظامی**
کا فقیر تہ دل سے مشکور ہے کہ انھوں نے میرے نور چشم ابو عبد اللہ محمد نظامی کا علاج بڑی
ہی خوبی اور دلبستگی اور جانفشانی سے فرمایا۔ خدا انھیں ہر گاہ سلامت رکھے۔
علاج کیا تھا ایک اعجاز تھا۔ میرا یہ نوجوان لڑکا دوران تعلیم بی۔ اے ہی میں
Appendicitis یعنے ورم معاء اعور میں مبتلا ہو گیا۔ درد شکم
مسلسل تھے۔ اور بیقراری از حد ہو گئی تھی۔ اس کا علاج بجز عمل جراحی عسیر تھا۔
میں نے خدا پر بھروسہ کر کے حکیم صاحب کے پاس مریض کو رجوع کروایا۔ بحمد اللہ ایک
مہینہ کے اندر خدا نے اس مرض کا کاملاً ازالہ فرما دیا۔ اور ڈاکٹروں کے آراء کے برخلاف
بلا عمل جراحی یہ مرض میرے نوجوان بچہ سے دور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ایسا تجربہ کار حاذق
اور مسیحا اس وقت حیدرآباد میں ہے۔ حکیم صاحب کا میں ہمیشہ مشکور ہوں اور مشکور رہوں گا۔ دعاگو معینی شاہ نظامی

در مدحت افلاطونِ زماں ارسطوئے زمانہ یگانۂ روزگار مسیحِ ہند خسروِ حکماء عالیجناب معلی الالقاب حضرت محمد عبدالغنی صاحب الضیائی ملقب بہ خسروِ نظام شاہی

نظم

کس طرح شکر تیرا کروں ربِ ذوالمنن
مایوسیوں کا دور ہوا قلب سے محن

سم میرے حق میں تھا یہ فسادِ جگر نہ تھا
گویا مرض خدنگِ اجل تھا بنا ہوا

کیسی غضب کی ٹیس تھی اور کس بلا کا درد
دنبل کی سرخروئی سے چہرہ تھا میرا زرد

جراحی اس کے واسطے مہلک تھی اس قدر
سارے نقوشِ زندگی مٹ کر رہے صفر

حیرت کا آئینہ تھے ہر اک ڈاکٹر طبیب
رہتی تھی روز آہ خطرناک یاس قریب

راتیں آہ و زاری میں کچھ ایسی کٹ گئیں
جو پونجیاں تھیں اس کی تھیں ساری سمٹ گئیں

ان نا امیدیوں پہ نزولِ کرم ہوا
میرے مسیحِ ہند نے مجھ کو بچا لیا

اصلاح کی جگر کی قوی قلب کو کیا
ایسی دوا لگائی کہ دنبل بھی پھٹ گیا

قاطع ہوا مرض مجھے آرام مل گیا
غنچہ نہالِ عیش مسرت کا کھل گیا

رحمت خدا کی بن کے مجھے ٹھیک کر دیا
دامن شفا کے پھولوں سے واللہ بھر دیا۔

وہ کون ہیں وہ خسروِ یکتا مسیحِ دہر
بے مثل و لاجواب و یکتا مسیحِ دہر

فاضل ہیں بے نظیر ہیں اور باکمال ہیں
ایمان کی تو یہ ہے عدیم المثال ہیں۔

اللہ حشر تک تو انہیں سرفراز رکھ
دیدے خزانے غیب کے بندہ نواز رکھ

دشمن ہوں جتنے آپ کے وہ پائمال ہیں
افق وکن پہ آپ ہی بدر کمال ہیں

قدرت خود آپ میں ہی برنگ مجاز ہے
خم اب ذہین کی بھی جبین نیاز ہے

ذہین نظامی

اظہار حقیقت

میرا لڑکا آغا جانی اندازاً پانچ چھ مہینے تک بہت شدید بخار میں مبتلا ہوکر تقریباً دو ماہ سے زیادہ عرصہ تک حیدرآباد کے مسلمہ بہت بڑے ڈاکٹر سکندرآباد کے سرجن کے دواخانہ میں مقیم رہکر زیر علاج رہا۔ حالت دن بدن نازک ہوتے جانے پر ہم نے حضرت حکیم خسرو شاہ نظامی کی مسیحائی کی شہرت سن کر آپ کو ہسپتال میں لیجا کر لڑکے کو دکھلایا گیا۔ جبکہ وہ کروٹ بھی نہیں لے سکتا تھا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کسی ڈاکٹر نے تشخیص نہیں کی ہے۔ انشاء اللہ بچہ اچھا ہو جائیگا۔ مگر اس کو ہسپتال سے منتقل کر دیجیے۔ غرضکہ حضرت کا علاج شروع کیا گیا۔ اور خدا شاہد ہے کہ

پندرہ بیس روز کے قلیل عرصہ میں بچہ نہ صرف اٹھ بیٹھا۔ بلکہ کئی فرلانگ پیدل چہل قدمی کرنے کے قابل ہو گیا۔ اور دو ماہ میں کامل صحت پائی۔ بہ طور اظہار حقیقت نفس الامری یہ چند سطور لکھ دیے گئے ہیں۔ فقط۔ سید محمد یٰسین منصبدار و مقطعہ دار ساکن محلہ جام باغ

اختلال دماغی کا نایاب علاج

از حیدر آباد دکن ۲۲ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ

میرے دوست حبیب اللہ خاں صاحب بدایونی کے والد ماجد کو عارضہ اختلال دماغی زمانہ سے تھا۔ اپنے علاج کی غرض سے میں اعلیٰحضرت سراج الفقرا خسرو شاہ نظامی مدظلہ العالی کے یہاں رجوع تھا۔ حضرت موصوف نے بغیر اس کے کہ مریض کا معاینہ کیا ہو دوا تجویز فرما کر بیس یوم کی دوا جواہر مہرہ شاہی مرحمت فرمایا۔ جس سے بفضل خدا مرض کا ازالہ ہو گیا یہ چند کلمہ بہ طور اظہار نفس الامر لکھ دیے گئے۔

محمد عبد القادر بدایونی

اشعار مدحیہ

در مدح راس الغربا فخر الحکما حضرت مولانا حکیم خسرو شاہ نظامی صاحب دام علاہم

خسرو کا نقطہ شاہ نظامی سے گر ملے
پیدا ہو اُن کا نام جو مرد کریم ہیں

خواجہ کے ہیں مرید ہمارے وہ پیر ہیں
مشہور و نامور وہ دکن میں حکیم ہیں

ان کے مطب سے فائدے پہونچے ہیں بے شمار
احسانمند ان کے مریض سقیم ہیں

کرتے ہیں مفت بیکس و نادار کا علاج
کیا نیک نیت اور طبیب عظیم ہیں

اپنے پدر کی طرح اطبا میں ہیں یہ فرد
لیجئے کہ ان کے باپ حکیم قدیم ہیں

خواجہ حسن نظامی والا شرف کے بعد
وہ بے نظیر عارف رب رحیم ہیں

کیا ان کا فیض طب تصوف ہے آجکل
دیتے دعائیں ان کو غریب و یتیم ہیں

وہ یوسف عزیز ہیں خواجہ کے اسے عزیز
مقبول بارگاہ خدا اسے کریم ہیں

پیشکش عقیدت کیش عبد العزیز صدیقی مولوی فاضل پنجاب و فاضل دیوبند

مکرم و محترم عالیجناب حکیم محمد عبدالغنی صاحب انصاری خسر شاہ نظامی مدظلہ

مسلّم۔ آپ نے جس خاص دلچسپی اور محنت سے غوث محمد خلف نور محمد نظامی
کا علاج تپ دق کیا ہے۔ اس کے اعادہ شکریہ کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ یہ لڑکا
عرصہ ۲ سال سے اس مرض مہلک کا شکار بنا ہوا تھا۔ اور امید زیست کی نہ تھی۔
پوست و استخوان باقی رہ گئے تھے۔ کمر میں خم آگیا تھا۔ ناک منہ۔ اور پیشاب سے
خون آیا کرتا تھا۔ متعدد حکما اور ڈاکٹروں کا علاج رہا۔ چنانچہ ہسپتال سکندرآباد
ڈاکٹر کرلوسکر۔ ڈاکٹر کیخسرو۔ و ڈاکٹر فرزیر وغیرہ سے ان کا علاج کیا۔ کوئی فائدہ
نہیں ہوا۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا۔ مدن پلی ان کو روانہ کرنے کا خیال تھا۔ مگر
وہاں سے سخت مریض کو شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔

وقت بخت کی بات ہے کہ جناب نے ایسے مریض کا معالجہ کیا
اور وہ صحت یاب ہوا۔ خدا آپ کے ہات میں اس سے زیادہ شفا عطا فرمائے

آمین

خاکسار محمد عبدالرؤف درویش

سپاسنامہ

بخدمت شریف جناب مسیح زماں مولوی محمد عبدالغنی خسرو شاہ نظامی انصاری صاحب

خلف لقمان وقت عالیجناب فخر الحکما علامہ محمد عبدالوہاب المعروف بہ

حکیم نابینا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سابق طبیب خاص اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ

عرض ہے کہ کمترین کا فرزند عمر ۱۱ سالہ قریب ۵ سال سے بخار میں مبتلا تھا۔ بخار ظاہر جسم پر نہیں آتا تھا۔ بلکہ اندر ہی اندر گوشت کو گلاتا رہا۔ علاوہ اس کے ہر مہینے ڈیڑھ مہینے کے فاصلہ سے اس قسم کا دورہ ہوتا تھا۔ کہ غذا یعنی کھانا کھایا جانا رک جاتا۔ اس کے بعد دو تین دن تک روٹی یا دودھ وغیرہ پر گزارا تھا۔ بعد ازاں دودھ وغیرہ تک رک جاتا۔ یہاں تک کہ دوا زبان کو لگتے ہی قے کر لیتا تھا۔ ایسی حالت میں اعلیٰ طبقہ کے یونانی حکما کے زیر علاج رکھنا بے سود ہوتا رہا۔ بلکہ حیدرآباد دکن میں سرکاری دواخانوں میں اور دیگر خانگی ڈاکٹروں کی تشخیص کرائی گئی۔ تمام ڈاکٹروں کی رائے میں کوئی مرض نہیں بتلایا گیا۔ مریض کی حالت ایسی زبون تھی۔ مگر ڈاکٹروں کی تشخیص میں کوئی مرض نہیں برآمد ہوا۔ مجبوری بھوت پلیہ کا بھی عمل کے ذریعہ علاج کرا کر نتیجہ موافق نہیں پایا

لیکن خدا کا شکر ہیکہ اس اثناء میں جناب والا کی خدمت میں رجوع کرایا گیا۔ اور بفضل الٰہی جناب والا کے مسیحائی معالجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں اچھا ہو گیا۔ صرف دو خوراک دوا سے تھے جس دوا کی نہیں پی تھی۔ بند ہو گئی۔ جبتک میں زندہ رہونگا مدت العمر میں اور میرا لڑکا آپکے شکر گزار رہیں گے۔ خدائے پاک سے التجا ہیکہ میرے لڑکے کی طرح دیگر بندگان خدا بھی بہرہ یاب ہوتے رہیں۔ زیادہ پاس ادب۔ فقط المرقوم یکم ماہ امرداد سنہ ۱۳۴۱ ف م ۲۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ گذرانیدہ خاکسار باز ارایزا ساہوکی قصبہ ریاں تعلقہ شمالی تعلقہ اطراف بلدہ

طب یونانی کی معجز نمائی

ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ تقریباً ایک ماہ سے مجھے بخار بشدت تھا جسکی علالت حیدرآباد کے ایک ممتاز ترین ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج رہا لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی واواخر ماہ ذیحجہ الحرام سنہ ۱۳۵۰ھ میں تو یہ نوبت ہو گئی کہ بخار کے ساتھ ہچکی اور سینے کو قرار نہ تھا جس کی بدولت رفتہ رفتہ ہوش و حواس غائب اور ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ اور میرے عزیز واقارب میری زندگی سے نا امید ہو گئے تھے۔ اس نازک موقع پر میرے ایک عزیز نے جناب مولوی حکیم محمد عبدالغنی صاحب انصاری خسر شاہ نظامی خلف علامہ حکیم محمد عبدالوہاب

ملقب بہ حکیم نابینا صاحب طبیب سابق حضور نظام خلد اللہ ملکہ کو بلایا۔ موصوف نے بہ طیب خاطر تشخیص فرما کر اپنی معجز نما جواہر دار گراں قدر ادویہ عنایت فرمایا شکر خدا کہ ایک ہی خوراک سے ہچکی میں افاقہ تسلی مفقود اور ہاتھ پاؤں میں گرمی آگئی۔ اور میرے حواس درست ہو گئے۔ اور چند روزہ علاج سے شافی مطلق نے مجھے صحت کاملہ عطا فرمائی۔ میں جناب حکیم صاحب معز کا دل ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنے معجز نما علاج اور قیمتی سے قیمتی ادویات (جو شاید ہی کسی حیدرآبادی طبیب کے پاس موجود ہوں) اور خاص توجہ و ہمدردی سے مجھ نیم جاں میں زندگی کی تازہ روح پھونکدی۔ اور میرا سیدھا ہات جس کو مذکورہ ڈاکٹر صاحب نے انجکشن دے دیکر مواد آلود بنا دیا تھا۔ اس کو بھی محترم حکیم صاحب نے بلا آپریشن اچھا کردیا۔

آخر میں پبلک سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایسے تجربہ کار طبیب حاذق اور ہمدرد خلائق حکیم صاحب سے رجوع ہو کر ان کے نت نئے طریق علاج اور بیش قیمت جواہر دار ادویات سے استفادہ حاصل کریں۔ فقط المرقوم ۱۰ ر صفر المظفر سنہ ۱۳۵۱ ھ

میر عاشق حسین خاں منصبدار
و جاگیردار ترکاپلی

طبِ مغربی کے ردِعمل کی ہولناکی

اور

طبِ اسلامی کی معجز نمائی سے شفایابی

ڈاکٹری کے والہ و شیفتہ حضرات برا نہ مانیں تو ایک حال ہی گزرا ہوا واقعہ عرض کیا جائے۔ ہیمنت راؤ صاحب جو راجہ بہادر وینکٹ رام ریڈی صاحب کوتوال بلدہ کی پیشی میں کام کرتے ہیں۔ انکی اہلیہ کو کسی ڈاکٹر صاحب نے سلوبین (۶۰۶) کی پچکاری معمولی خارش کیلئے کردی جس کا اس قدر شدید ردعمل ہوا کہ تمام جسم حد سے زیادہ متورم ہو کر جابجا سے شدت ورم سے شق ہو گیا۔ ورم کی کثرت سے آنکھیں تقریباً بند ہو گئیں۔ اسکے بعد اس ورم میں سخت تعفن پیدا ہو کر تمام جسم میں پاؤ انچ جگہ خالی نہ رہی کہ جہاں پیپ نہ بھر گیا ہو۔ شدید سے شدید چیچک میں بھی آبلوں کے درمیان کچھ ذرا سی جگہ ضرور خالی رہتی ہے مگر غریب مریضہ کا تمام جسم گویا یکسر پھوڑا بن گیا۔ یہاں تک کہ آنکھوں کے پپوٹوں سے تک پیپ بہہ رہا تھا۔ اور تعفن کا یہ عالم تھا کہ الامان الحفیظ ذرا تصور کی آنکھوں کے سامنے اس منظر کو لا کر مریضہ کے کرب پہ پہنچیے

کا خود اندازہ فرمالیجئے بلدہ کے بڑے بڑے سرآوردہ اور مشہور ڈاکٹر
مثل ڈاکٹر کورلا والا صاحب اور ڈاکٹر نائیڈو صاحب نے مریضہ کو دیکھکر
اس لئے مایوسی ظاہر کر دی کہ سلورسن کے رد عمل کیواسطے سوڈیم کی وریدی
پچکاری کرنیکے لئے کثرت ورم اور شدت تعفن کے باعث ورید کا پتہ
چلنا ہی دشوار تھا۔ آخر کار ہمنت راؤ صاحب نے علاج اس خادم خلق فقیر
کے سپرد کیا۔ تفصیلات میں جانیکی کیا ضرورت ہے مختصر نتیجہ سن لیجیے کہ
صرف چالیس یوم میں مریضہ کو شفاء کلی ہو گئی اور سر سے پیر تک نئی جلد
تیار ہو گئی۔ آپ انصافاً فرمائیے کہ کونسے طریقہ علاج کو برتری حاصل ہے۔

سیاسنا برص جیسے موذی مرض کے متعلق

بہ پیشگاہ حضرت عظیم المرتبت مجیب مستجاب طبیب مسیح دوراں حکیم خسرو نظامی شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی

میری لڑکی فاطمہ بی کے پشت اور اکثر حصہ جسم پر برص کے بہت بڑے بڑے
داغ تھے۔ غربت کے باوجود میں نے حتی الوسع کوئی دقیقہ انکے علاج کا اٹھا
نہ رکھا۔ مگر کوئی افاقہ ذرا بھی نہ معلوم ہوا۔ میں نے حضرت کی غربا نوازی کی
شہرت سنی اور یہ معلوم ہونیکے بعد کہ حضرت مفلوک الحال اور غریبوں کو انکو بیش قیمت

اور بے بہا ادویہ بالکل مفت مرحمت فرماتے ہیں اور روزانہ پچاس سا ٹھ سے
لیکر سو ڈیڑھ سو مریضوں تک کو بیش بہا ادویات آپ کے شفاخانہ خادم الغربا سے
بلا قیمت تقسیم ہوتی ہیں میں نے بھی اپنی لڑکی کو رجوع کرایا سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ سنا جاتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قوت روحانی سے جذام اور کوڑھ کو
اچھا کر دیتے تھے۔ مگر میری لڑکی کے بارے میں میں نے آنکھ سے دیکھ لی صرف
تیس ۳۰ یوم کی قلیل مدت میں تمام داغوں کا رنگ تبدیل ہو کر گہرا سرخ ہو گیا
اور ایک ماہ میں نصف سے قریب اصل جلد کا رنگ ان میں نمودار ہونے لگا
یہی رفتار شفا رہی تو مجھے قوی امید ہے کہ اور ایک ماہ میں لڑکی کو صحت
کامل یقیناً حضرت کے دست فیض اثر سے ہو جائیگی۔ اس دست شفا کے میں دو
وجوہات سمجھتا ہوں۔ ایک تو آپکا محض للہ بہت قیمتی ادویات غربا کو مفت تقسیم کرنا
دوسرے خود آپکا اعلیٰ تقدس اور غیر معمولی روحانی قوت میں نے خود بھی
حضرت کے مطب میں اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ آپنے توجہ روحانی سے بہت سے
سخت مریضوں کو محض سلب مرض سے اچھا کر دیا۔ آپ میں دونوں باتیں جمع ہیں
فن طب میں غیر معمولی تجربہ اور اجتہادی مرتبہ اور دوسرے بحیثیت ایک روحانی
پیشوا اور بیشمار مریدوں کے رہنما ہونیکے آپکا تقدس اور قوت روحانی اللہ تعالیٰ
یوماً فیوماً حضرت کے مراتب میں زیادتی فرمائے اور آپکا سایہ رحمت ہم غربا کے
سروں پر دیر گاہ قائم رکھے۔ راقم محمد یوسف۔ ساکن درگاہ محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ

چھوٹے بچوں کا معجز نما علاج

بگرامیخدمت فیض درجت ارسطوئے دوران افلاطون زمان حکیم
حاذق طبیب ہمدرد و خلائق عالیجناب فیضمآب مولانا مولوی حکیم محمد عبدالغنی صاحب
انصاری الملقب بہ خسرو شاہ نظامی خلف علامۂ وقت حکیم مولوی ابو محمد عبدالوہاب صاحب
انصاری طبیب خاص سابق حضور نظام خلد اللہ ملکہ دام فیوضہ

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

میں آپ کے ان احسانات کا جو ایک ہمدرد و خلائق طبیب
حاذق کی حیثیت سے تقریباً عرصہ پانچ سال سے خالصتہً للہ میرا اور میرے
اہل وعیال کا خاص توجہ اور ہمدردی سے علاج فرمایا اور قادر مطلق نے دق
جیسے موذی مرض سے آپ ہی کے دست شفا سے میری اہلیہ کو شفا عطا فرمائی جس کا
آج سے تین سال پہلے میں نے اخبار "صحیفہ" میں بھی اعلان کیا تھا۔ اور اب بھی جبکہ
آپ نے میرے ڈیڑھ سالہ بچے کا جس کو سرخ باد جیسا مہلک مرض ہو گیا تھا

جس خوبی اور توجہ و انہماک سے علاج فرمایا۔ اور آناً فاناً (یعنے چار روز کے قلیل عرصہ) میں اپنی روحانی قوت سلب مرض سے اچھا کر دیا۔ شکریہ ادا کرتا ہوں اور میرے دوسرے خورد سال بچے جو موسمی بخار اور کھانسی اور عادتی قبض وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کو آپ کے مجوزہ حب اکسیر اطفال استعمال کراتا ہوں جو فی الحقیقت اکسیر کا کام کرتی ہیں۔ اور بچے چند ساعت کے اندر اندر کھیلنے کودنے لگ جاتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کی قابل قدر گراں قیمت دوائی ہر بال بچے والے گھر میں رہنا ایک نعمت غیر مترقبہ سے ہے جس سے نہ صرف والدین کی پریشانی دور ہوتی ہے۔ بلکہ بچوں کی بھی جان سلامت رہتی ہے۔

حیدر آباد میں آپ کا وجود مغتنمات سے ہے۔ اگر پبلک آپ کے بے بدل اور معجز نما علاج اور بیش قیمت جواہر دار ادویات سے استفادہ نہ کرے۔ اور اپنے اہل و عیال کی حفاظت نہ کرے تو اس کا اپنا قصور کیونکہ آپ کے پاس تو ہر امیر و غریب دونوں برابر ہیں۔ اور وہی ادویہ جو ذی استطاعت اصحاب کو قیمتاً دی جاتی ہیں۔ وہی غربا کو خالصتاً مفت عطا کی جاتی ہیں

خاکسار
محمد تراب علی خان خوشنویس

اخبارات کے دلچسپ اقتباسات

"اخبار حقیقت لکھنو" اپنی متعدد اشاعتوں

"میں جن حقیقت افروز واقعات کا اظہار کیا ہے ان میں سے"

"مسٹر رئیس احمد اڈیٹر اخبار کے اڈیٹوریل نوٹ کا اقتباس حسب ذیل ہے:"

اہالیان لکھنو کو مژدہ (سہ شنبہ ۲۰ جون ۱۹۳۳ء) دہلی کے نامور طبیب جناب حکیم نابینا صاحب (بجا در اعظم جناب ڈاکٹر انصاری صاحب) کے صاحبزادہ جناب حکیم خسرو شاہ نظامی صاحب چند ہفتوں سے خان بہادر نواب محمد علی خاں صاحب تعلقدار ملیح آباد کی بہو کا علاج کرنے کی غرض سے لکھنو میں ڈاکٹر عبد العلی خاں متصل آغا میر پارک کی کوٹھی میں مقیم ہیں۔ اور حکیم صاحب کی موجودگی سے فایدہ اٹھا کر بہت سے مرضا آپ سے فیض حاصل کر رہے ہیں حکیم صاحب بعض معرکتہ الآرا علاج کیے ہیں۔ اور بکثرت غربا کو مفت ادویات تقسیم کیں۔ ابھی دو چار روز اور حکیم صاحب کا قیام لکھنو میں رہیگا۔

شیخ مجتبیٰ احمد بی۔ ایس۔ سی (علیگ) لکھتے ہیں:۔

جناب من! موجودہ زمانہ کے مشہور نباض اور ہندوستان کے

مایہ ناز مجدد وطب جناب لقمان الملک حکیم محمد عبد الوہاب صاحب انصاری عرف حکیم صاحب سابق طبیب خاص حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہٗ کے صاحبزادے جناب حکیم خسرو شاہ صاحب نظامی آج کل چند روز کیلئے لکھنو تشریف لائے ہیں۔ اور ان کا قیام دولتکدہ جناب ڈاکٹر خان جرمنی واقع سرائے آغا میر متصل مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہے۔

ڈاکٹر موصوف کی بدولت یہ محتنم موقع باشندگان لکھنو کو جناب حکیم صاحب کے مجربات سے مستفید ہونے کا حاصل ہوا۔ ابھی چند روز پیشتر حکیم صاحب موصوف یہاں تشریف لائے تھے۔ اور ڈاکٹر خان جرمنی کے یہاں مقیم ہوئے تھے۔ اس دوران میں چند عجیب و غریب معرکہ کے علاج کیے۔ ایک تو جناب ابو سعید صاحب بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی کی اہلیہ کا علاج تھا۔ لکھنو کے اکثر معالجوں یہاں تک کے کالج کی بھی تشخیص میں مرض لاعلاج قرار پا چکا تھا۔ ایک عرصہ سے نشست و برخاست سے معذور تھیں۔ غذا بالکل چھوٹ گئی تھی۔ مہینوں سے علاج جاری تھا۔ مگر جناب حکیم خسرو شاہ صاحب کے علاج معجز نما سے صرف چار روز میں مریضہ بالکل تندرست ہو گئیں۔ اور غذا بھی بلا کسی پرہیز کے کھانے لگیں

اسی طرح جناب مصطفیٰ احمد صاحب تحصیلدار کی چھوٹی صاحبزادی موتی جھرہ میں مبتلا تھیں۔ بخار کی تیزی کم ہی نہ ہوتی تھی۔ مگر حکیم صاحب کی تجویز کردہ

دوا کی ایک ہی خوراک سے بخار کم ہو گیا۔ اور اب مریضہ بفضلہ بہت ہی اچھی ہے۔

خود راقم الحروف کو درد سر کا کچھ اسقدر دورہ پڑتا تھا کہ آج کئی برس سے بہت سے حکیم اور ڈاکٹروں کو لکھنؤ میں اور لکھنؤ کے باہر دکھایا۔ مگر کوئی بھی تشخیص مرض نہ کرسکا۔ اتفاق سے اسی دوران میں دورہ کے آثار پیدا ہوئے۔ ابتک کے کوئی دوا یہانتک کے اسپرین بھی اسکے روکنے میں مفید نہیں ہوئی تھی۔ مگر حکیم صاحب موصوف کی عطا کردہ ایک ہی خوراک سے وہ کیفیت فوراً رفع ہو گئی۔

لہذا الغرض رفاہ عام یہ ایک انسانی فریضہ محسوس ہوا کہ ایسی مایہ ناز ہستی کی اطلاع بذریعہ اخبار پبلک کو دی جائے تاکہ زیادہ سے لوگ فایدہ حاصل کرسکیں۔

جناب حکیم خسرو شاہ صاحب غربا کو دوا مفت تقسیم فرماتے ہیں صبح سے شام تک سرائے آغا میر ڈاکٹر خان کے مکان پر فیض جاری رہتا ہے۔ چار پانچ روز حکیم صاحب موصوف ابھی اور مقیم رہیں گے۔ ضرورتمند اصحاب کو چاہیے کہ جلد سے جلد اس موقع سے فائدہ حاصل کریں (حقیقت لکھنؤ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۳ء)

حیدرآبادی طبیب کی شرقی ہند میں کامیابی

(اخبار صحیفہ حیدرآباد دکن اپنی اشاعت مورخہ ۵ شہریور ۱۳۴۲ف میں لکھتا ہے)

ہم حیدرآبادیوں کیلئے یہ بات قابل مسرت ہیکہ بلدہ کے مشہور و معروف ماہر نوجوان طبیب حکیم خسرو شاہ نظامی صاحب نے لکھنؤ جیسے مقام میں جو صدیوں سے اطبا کا مرکز رہا ہے ایک قلیل عرصہ میں عدیم النظیر کامیابی حاصل کی۔

ضمیمہ

کمال رنج و افسوس ہے کہ اس رسالہ کے شائع ہو جانے کے بعد ۱۴۔ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ کو
راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب سابق کوتوال بلدہ کی جنہوں نے جن کے پتے کی پتھری
کے معرکتہ الآرا علاج کا تذکرہ اس کتاب میں ہے بعارضہ بخار موسمی مختصر علالت کے
انتقال فرمایا مگر یہ خوب ملحوظ خاطر رہے کہ جس مرض کا علاج کیا گیا تھا یعنی پتے کی پتھری
اور اسکے باعث شدید درد کے دورے اس سے شفاء کلی ہو چکی تھی اور پھر کبھی علاج کے بعد مرض نے دوبارہ عود نہیں کیا۔ فقط

افضل الاشتغال خدمة الناس

بے معاش اور بیکس و مفلس مرضاء کی

فقیر دعاگو نے اپنے پیر و مرشد سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ کے حسب الارشاد اپنی زندگی مفلس و نادار مرضاء کی خدمت اور انکو مفت طبی امداد مہیا کرنے اور بیش قیمت ادویات یا بلا قیمت دینے کیلئے وقف کردی ہے۔ بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن میں باقاعدہ مطب کرتے ہوئے فقیر دعاگو کو آٹھ سال ہوچکے اور اس اثنا میں تین لاکھ سے زاید مرضاء کو جنمیں ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام اضلاع کے مرضاء کے علاوہ علاقہ بمبئی مدراس کرنول صوبہ برار کلکتہ وغیرہ جیسے دور دراز کے مرضاء بھی شامل ہیں ادویات یا بلا قیمت دیجا چکے ہیں اور روزانہ اوسطاً ساٹھ ستر سے لیکر سو ڈیڑھ سو مرضا کو ادویات قیمتی مفت دیجاتی ہیں جنکے نام رجسٹر کا اندراج باقاعدہ کیا جاتا ہے اس خصوص میں فقیر نے اپنی فیس معاینہ اور آمدنی کا دو ثلث سے زاید حصہ اسی مد خیرات کیلئے وقف کردیا ہے۔ فقیر کو مہاراجہ صاحب ریاست بجاور اور مہاراجہ صاحب ریاست نابھ جنکا عرصہ تک معالج و مشیر طبی رہا بہ حیثیت طبیب شاہی بیش قرار مشاہرہ پر رکھنا چاہتے تھے مگر فقیر نے ملازمت کو منافی خدمت خلق سمجھکر انکار کردیا۔ دواخانہ خادم الغربا کے اجرا سے مقصود اصلی یہی ہے کہ اسکی آمدنی کا بہت بڑا حصہ اسی میں ایتام صرف ہو اور دعاگو کی حیات مستعار کے بعد بھی دواخانہ کی آمدنی انکے کام کیلئے ان شاء اللہ المستعان وقف رہیگی اسلئے ارباب کرم کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق بنکر روح الذہب کے حسب ضرورت خرید فرماکر اپنی جسم کا حق بھی ادا کیجئے اور خدمت خلق کا ثواب بھی مفت حاصل فرمائیے۔

خادم خلق اللہ

۲۲ ربیع المحبوب سنہ ۱۳۵۳ھ

فقیر دعاگو حکیم محمد قمر شاہ نظامی قادری فاعی قلندری حیدری خادم و مالک شفاخانہ